تنزیلہ مقصود

تم سے محبت ہے

ابھی اس نے کمپیوٹر آن کیا ہی تھا کہ لائٹ چلی گئی۔

"اوہ۔ کیا مصیبت ہے۔" وہ سخت جھنجلائی تھی۔

"اب میں اسائنمنٹ کیسے بناؤں وہ ہلاکو خان تو کسی کو معاف نہیں کرتا نہ ہی کسی کا لحاظ کرتا ہے۔" وہ باآواز بلند جھنجلاتی ہوئی اپنے خیالات کا اظہار کر رہی تھی۔

"امی۔ امی جان۔" وہ امی جان کو آوازیں دیتی ہوئی باہر نکلی تھی جو صحن میں بچھے تخت پر نماز پڑھ رہی تھیں۔ جلدی جلدی سلام پھیر کر اسے گھورنے لگیں۔

"تمہیں کوئی تمیز بھی ہے کہ نہیں۔ آرام سے بولا کرو۔ کیا بات ہے۔"

وہ اسے جھاڑنے لگیں۔

"آپ بابا سے کہہ کے UPS ٹھیک کروائیں یا جنریٹر خریدیں۔ جب دیکھو لائٹ گئی ہوتی ہے۔" وہ سخت جھنجلائی ہوئی تھی۔

"لائٹ گئی ہے ابھی تھوڑی دیر میں آجائے گی اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے یہ تو روز کا مسئلہ ہے۔"

اب وہ اسے رسانیت سے سمجھا رہی تھیں۔

"روز کا مسئلہ ہے جب ہی تو کہہ رہی ہوں۔ اتنا ڈھیر سارا کام کرنا ہے یونیورسٹی کا اب کیسے کروں۔ اگر نہ کیا تو اسائنمنٹ کی آخری ڈیٹ بھی نکل جائے گی اور اس ہلاکو خان نے مجھے چھوڑنا نہیں ہے۔"

وہ بڑبڑا رہی تھی۔

"کس نے؟" امی سمجھی نہیں تھیں۔

"ہلاکو خان نے۔" وہ چڑی اور اندر چلی گئی تھی جبکہ امی مسکرانے لگی تھیں۔

☼ ☼ ☼

آج پھر دیر ہو گئی تھی اسے۔ رات کو لائٹ آنے کا انتظار کرتے کرتے نیند نے آن گھیرا تو وہ صبح کی خبر لائی۔ نماز بھی قضا ہو گئی تھی وہ فوراً اٹھی۔ منہ پر دو چھپاکے مارے اور جلدی سے چینج کیا۔ بالوں کو کیچر میں جکڑا۔ فائل اٹھائی اور باہر بھاگی تھی۔ ابھی یونیورسٹی جا کر اسے ساری اسائنمنٹ بنانا تھی۔

"امی جان میں جا رہی ہوں۔" وہ تیز تیز بولتے ہوئے گیٹ کراس کر گئی تھی جبکہ امی ارے ارے کرتی رہ گئیں آج وہ ناشتے کے بغیر ہی چلی گئی تھی پہلے تو وہ پوائنٹ سے جاتی تھی آج پوائنٹ نکل گیا تھا تو وہ رکشا تلاش کرنے لگی مین روڈ پر جاتے ہی ایک رکشا کو ہاتھ دے کر روکا اور اس میں سوار ہو گئی رکشا والا حیران پریشان۔

"باجی جی کدھر جانا ہے؟"

"یونیورسٹی چلو۔"

"باجی جی مجھے ادھر نہیں جانا۔"

"پہلے نہیں جانا تھا اب تو جانا ہے نا جلدی چلو۔"

"مگر کیوں؟"

"کیونکہ مجھے ادھر جانا ہے۔ لہٰذا جلدی چلو میں پہلے ہی بہت لیٹ ہوں۔" وہ رکشا والے پر دھونس جماتے ہوئے کہہ رہی تھی ساتھ ساتھ پرس کی تلاشی بھی جاری تھی۔

"اللہ کرے اب پیسے ہوں میرے پرس میں۔ اور ہلاکو خان کا پیریڈ شروع ہونے سے پہلے ہی پہنچ جاؤں۔ یا اللہ مدد کر۔" وہ حواس باختہ ہوئی جا رہی تھی۔

"شکر ہے والٹ میں پیسے ہیں۔" اس نے سکون کا سانس لیا۔

"بھائی ذرا تیز چلاؤ مجھے دیر ہو رہی ہے۔" وہ بار بار اپنی گھڑی دیکھتے ہوئے دہائی دے رہی تھی۔ رکشا والا پہلے ہی اوور اسپیڈ پر تھا اب وہ چڑ گیا۔

"باجی ہم رکشا اڑا تو نہیں سکتا نا۔" تو وہ اسے گھورتے ہوئے باہر دیکھنے لگی۔

پارکنگ ایریا میں اترتے ہی اس نے کرایہ پوچھا تھا۔

"دو سو تیس روپے"۔

"کیا؟" وہ والٹ کھولتے کھولتے رہ گئی۔

"بھائی میں پرستان سے نہیں آرہی یہ بیس منٹ کا

www.pkdigest.com

رستہ ہے جس کے تم دو سو تیس روپے مانگ رہے ہو۔" وہ لڑاکا انداز میں بولی تھی۔

"باجی بیس منٹ کا سفر آپ نے مجھ سے پانچ منٹ میں طے کروایا ہے اب میں پیسے بھی اتنے ہی لوں گا۔" رکشا والے نے ضدی انداز اپنائے تھے۔

"یہ پکڑو تیس روپے اور رستہ ناپو۔"

اس نے دس دس کے تین نوٹ اس کو پکڑائے اور چلنے لگی تھی۔

"نہیں باجی میں آپ کو جانے نہیں دوں گا۔" رکشا والے نے اپنا رکشا اس کے آگے کھڑا کردیا۔

"ارے میں نہیں دینے والی دو سو تیس روپے۔ بس تیس کافی ہیں مجھے ویسے بھی دیر ہو رہی ہے۔"

"باجی آپ کو دیر ہوتی ہے تو ہو جائے لیکن پیسے پورے دیں۔"

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا ایویں دو سو روپے دے دوں دو گز کا فاصلہ دو سو تیس میں طے کروا رہے ہو مجھے۔"

"تو پیدل آجاتیں۔ ایویں میرا ٹیم ضائع کروایا۔" رکشا والے کی بھنویں تن گئی تھیں۔

ابھی اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ کسی نے پیچھے سے سو سو کے دو نوٹ پکڑوائے تھے رکشا والے نے نوٹ جھپٹے اور ہوا ہو گیا۔ وہ ہکا بکا پیچھے مڑی تو دھک سے رہ گئی ہلاکو خان اسے گھور رہا تھا پھر ایک غصیلی نظر اس پر اچھالتے ہوئے گیٹ کراس کر گیا جبکہ وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی لیکن صرف چند لمحوں کے لیے دوسرے ہی لمحے وہ رکشا والے کو گالیوں سے نواز رہی تھی۔

"آج ہلاکو خان لیٹ کیسے ہو گیا۔" کلاس روم کے باہر کھڑے اب وہ حیرانیوں کے سمندر میں غوطے کھا رہی تھی۔

"خیر آج تو وہ خود لیٹ ہیں مجھے کیا کلاس سے باہر نکالیں گے۔" وہ سوچتے ہوئے کلاس میں داخل ہوئی تھی ہلاکو خان نے آتے ہی روسٹرم پر اپنی لیکچر بک رکھی اور لیکچر اسٹارٹ کر دیا۔ وہ آج پنک لائننگ والی شرٹ میں ملبوس تھا ساری کلاس پر نظریں دوڑاتے ہوئے اس کی نظر سوہن پر رک گئی تھی۔ بغور اس کا پورا جائزہ لیا تھا۔ جو مزے سے سر کرسی کی بیک پر رکھے لیکچر سن رہی تھی۔ اس کے انداز پر چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

مجھے تم سے محبت ہے دیوانگی کی حد تک
دیوانہ مجھے بناؤ نہ دیوانگی کی حد تک

نہ جانے آج یہ گانا کیوں اس کی زبان پر تھا۔ وہ سر جھٹک کر لیکچر پر توجہ دینے لگی تھی۔ آج صبح کا آغاز ہی برا ہوا تھا۔ ایک تو نماز قضا ہوئی۔ دوسرا رکشا والے کے ساتھ مغزماری اور اب ہلاکو خان کے سامنے خاموش بے عزتی۔ اللہ اللہ کر کے کلاس ختم ہوئی تھی۔

امی حیران پریشان کچن کے دروازے میں ٹوکری لیے کھڑی تھیں۔

"اب کیا ہوا ہے جو اتنی جلدی آگئی ہو؟" جواب ندارد۔

"ہوا کیا ہے؟" اب وہ اسے ہلا کر پوچھنے لگیں۔

"پوچھیں اس ہلاکو خان سے جو ہر وقت میری چوکیداری پر مامور ہے۔" اور پھر سارا واقعہ کہہ سنایا تھا۔ جواباً امی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

www.pkdigest.com

☼ ☼ ☼

یہ نہیں تھا کہ تمیز اس کے دائرہ اختیار سے باہر تھی صرف یہ بات تھی کہ وہ لاپروا تھی اور پھر اکلوتی بیٹی اور اکلوتی بہن ہونے کی وجہ سے کافی لاڈلی تھی۔ جبھی تو اس کی ایسی حرکتوں پر کوئی گرفت نہیں کرتا تھا سوائے ہلاکو خان کے۔ دادی ہمیشہ کہتیں۔

"سعیدہ! بچی ہے۔" لیکن سعیدہ کو اس کی یہ حرکتیں ناگوار گزرتی تھیں لیکن وہ بھائی صاحب کے سامنے بھی اسے کچھ نہ کہہ سکتی تھیں۔ اس گھر میں دو بھائی رہتے تھے بڑے عظیم اور چھوٹے عدیم جن کی بیویاں بالترتیب عظمیٰ اور سعیدہ تھیں۔ عظیم صاحب کی تین اولادیں تھیں۔ ثنا، معید اور عارب جبکہ علی اور ام سوہن عدیم صاحب کی اولادیں تھیں۔ ثنا گھر

میں سب سے بڑی تھیں اسی لیے جلد ہی بیاہ کر اپنے ماموں کے گھر چلی گئیں جو جلد ہی اپنی جاب کی وجہ سے ان کو لے کر پردیس جا بسے ان کے بعد معید تھا عدیم چچا کا علی اور معید ہم عمر تھے ان کے بعد سوہن تھی اور آخر میں عارب۔

☼ ☼ ☼

ساس گالی دیوے، دیور جی سمجھا دیوے، سسرال گیندا پھول
میاں چھیڑ دیوے، نند چٹکی لیوے سسرال گیندا پھول

وہ بڑے مزے سے پچھلے صحن میں جھاڑو لگاتے ہوئے باآواز بلند گا رہی تھی پچھلے کئی دنوں سے امی جان اسے اسٹور روم کی صفائی کا کہہ رہی تھیں کام والی سے وہ اسٹور کی صفائی نہیں کرواتی تھیں کیونکہ وہاں بہت سی چیزیں ایسی تھیں جو اہم تھیں اور کام والی سے صفائی کروانے کا رسک وہ لے نہیں سکتی تھیں لہٰذا سوہن کے ذمے یہ کام لگا تھا۔ آج تھا بھی ویک اینڈ سو وہ صفائی کرتے ہوئے اونچی آواز میں گا رہی تھی یہ سوچے بغیر کہ اس کا نیا نیا سسرال بنا تھا اور وہ اس وقت سسرالی حصے میں موجود تھی۔ دادی جو برآمدے میں پڑے تخت پر اونگھ رہی تھیں۔ اس کے گانے کی آواز سن کر اٹھ بیٹھیں۔ دادی اسے بہت پیار کرتی تھیں۔ سسرال کے بارے میں نالہ و فریاد سن کر فوراً" جلالی موڈ میں آگئیں۔ لہٰذا فوراً" اس کے نام کی پکار پڑی تھی۔

"جی دادی۔" وہ فوراً" حاضر ہوئی تھی۔

"یہ تم کیا گا رہی ہو! تمہاری ساس تمہیں گالیاں دے رہی ہے تو مجھے کیوں نہیں بتایا ابھی اس کی خبر لیتی ہوں۔"

"نہیں دادی۔ میں تو گانا گا رہی تھی۔" اس نے فوراً" اپنی اتنی اچھی ساس کی سائیڈ لی۔

"توبہ اللہ کیسے بے ہودہ گانے چل نکلے ہیں آج کل جس میں تہمت اور بہتان لگائے جا رہے ہیں۔" دادی توبہ کرنے لگیں تو اس کی ہنسی چھوٹ گئی۔ ہنستے ہنستے نگاہ اوپر ریلنگ کی جانب گئی تو ہلاکو خان سے جا ٹکرائی جو خشمگیں نگاہوں سے سے گھور رہا تھا۔

"توبہ اتنا تو شیطان بھی نیک لوگوں پر نازل نہیں ہوتا۔ جتنا یہ شخص مجھ پر۔" اس نے جھاڑو سنبھالی اور صفائی میں جت گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

آج پھر اسے کلاس میں جاتے ہوئے دیر ہو گئی تھی اس نے پھرتی دکھاتے ہوئے لیکچر روم کی کھڑکی جو صرف تین فٹ اونچی تھی اس میں سے کود کر اندر داخل ہونا چاہا تھا۔ مگر برا ہو ہلاکو خان کی تیز نظروں کا جس نے بیک ڈور سے جڑی کھڑکی سے اندر کودتی سوہن کو دیکھ لیا تھا اب وہ تھی اور ہلاکو خان کے منہ سے برستی تڑاتڑ گولیاں۔ ساری کلاس کے سامنے اس کی عزت افزائی ہوئی تھی اور پھر کلاس سے باہر نکال دیا تھا۔ وہ ذلت آمیز احساس لیے کوریڈور میں کھڑی رہ گئی تھی۔ اس نے گردن موڑ کر ہلاکو خان کو دیکھا جو اب لیکچر دینے میں مصروف تھا اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ زوردار لات دروازے پر رسید کی دروازہ یکدم دھماکے سے کھلا تھا۔ پوری کلاس میں ایک دم سناٹا چھا گیا تھا وہ ہلاکو خان کو دیکھنے لگی جس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"ہونہہ۔" اس نے اسے دیکھ کر نخوت سے سر جھٹکا اور آگے بڑھ گئی جہاں ہلاکو خان کی آنکھیں باہر کو ابلی تھیں وہاں ساری کلاس میں کھی کھی شروع ہو گئی تھی۔

"شٹ اپ۔" وہ زور سے چیخا تو ساری کلاس میں سناٹا چھا گیا تھا۔

"اباجی آپ نے اچھا نہیں کیا۔" اس کی سانس زہر زہر ہوئی تھی۔

☼ ☼ ☼

گھر وہ بڑے برے موڈ میں داخل ہوئی تھی اور جو سامنے بڑے ابا کو دیکھا تو نہ جانے کیوں رونا آگیا تھا وہ آج ہی سکھر کا دورہ کر کے آئے تھے ماشاءاللہ سے گورنمنٹ آفیسر تھے۔ اکثر اندرون ملک دوروں پر

رہتے آج بھی آئے تو اپنے پورشن میں جانے کی بجائے اماں کے قریب براجمان ہو گئے۔ وہیں ناشتا کیا اور صبح کا اخبار دیکھنے لگے۔ سوہن کو یوں روتے دیکھا تو گھبرا گئے۔

"ارے سوہن کیا ہوا بیٹا!" بیٹا چکوں پھکوں رونے میں مصروف تھا اور سارا گھر ارد گرد اکٹھا تھا۔

"بڑے ابا، بڑے ابا۔" کوئی دس دفعہ اس نے بتانا چاہا تھا پھر رونا آ گیا۔

"بھئی اتنی دھوپ میں برسات کیسی۔" اب وہ بڑے ابا کے شانے سے سر ٹکائے بیٹھی تھی شربت کے تین بڑے گلاس پینے کے بعد اس کا رونا ختم ہوا تھا۔ اتنی دیر میں باقی افراد خانہ بھی اپنا اپنا کام نمٹا کر آ چکے تھے اور تسلی سے لاؤنج میں براجمان تھے۔

"بڑے ابا سمجھا لیں اپنے نیک شریف بیٹے کو۔ ہر روز میری کلاس میں انسلٹ کرتے ہیں ہر روز میں برداشت کرتی ہوں کہ کوئی بات نہیں گھر کا ہی بندہ ہے۔ آج بھی بس پانچ منٹ لیٹ ہو گئی تو انہوں نے سب کے سامنے میری انسلٹ کی۔ بڑے ابا اب آپ ہی بتائیے صبح منہ اندھیرے اٹھو، نماز پڑھو، ناشتے کے نام پر ہوا پھانک کے چل پڑو۔ تعلیم حاصل کرنے اور آگے سے ٹریفک کی وجہ سے کلاس میں دو منٹ لیٹ انٹر ہو جاؤ تو ایسی انسلٹ، جس میں پورا خاندان لپیٹ میں آ جائے۔ بڑے ابا یہ کھلی زیادتی ہے۔"

وہ پھر رونا شروع کر چکی تھی ہاتھ میں بوائل انگ بھی تھا جس پر وہ رونے کے وقفے کے دوران منہ مار لیتی تھی اور فل سائز مگ میں چائے بھی نوش فرمائی جا رہی تھی۔ ابھی وہ اپنی روداد سنا رہی تھی کہ لاؤنج کا دروازہ زوردار آواز سے کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا تھا۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے آنے والا ہلاکو خان تھا اس کی طوطی تو منہ کے اندر چلی گئی اور ہاتھ پیر الگ ٹھنڈے پڑنے لگے۔

"بڑے ابا میں کمرے میں جا رہی ہوں۔" اب وہ بھاگنے کے چکروں میں تھی۔

"نہیں سونو۔ تم یہاں بیٹھو میں پوچھتا ہوں اس سے تمہارے سامنے! کیوں میاں کیا ارادہ ہے۔" ان کا رخ اب **معید** کی جانب تھا جو کھڑا سوہن کو خشمگیں نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"ابا اس سے پوچھیے کہ یہ آج کلاس میں کیسے آئی ہے!"

"صرف دو منٹ لیٹ آئی ہے۔" جواب بھی ابا نے ہی دیا تھا۔

"دو کے ساتھ ایک صفر کا اضافہ بھی کر لیں۔ اور یہ دروازے سے نہیں بلکہ کمرے کی کھڑکی سے کود کے آئی ہے۔"

بڑے ابا نے اب کے حیرت سے اسے دیکھا تو وہ نظریں چرا گئی یکدم اس نے بات پلٹی۔

"بڑے ابا انہوں نے میری بہت انسلٹ کی۔" اس نے بڑے ابا کو یاد دلایا تو بڑے ابا پھر بیٹے کی جانب مڑ گئے۔

"ہاں بھئی تمہیں کس نے یہ حق دیا ہے کہ تم نے پوری کلاس کے سامنے میری بیٹی کی انسلٹ کی تھی۔" انہوں نے مسکراہٹ چھپا کر لہجے میں مصنوعی ناراضی پیدا کی تھی۔

"ابا اس سے پوچھیں اس نے آتے ہوئے کیا حرکت کی ہے؟" اب وہ دوسرا قصور گنوا رہا تھا۔

"کیا کیا؟" امی نے پوچھا ساتھ ہی دھمو کا اس کی کمر پر جڑ دیا تھا جسے وہ برداشت کر گئی کہ تائی امی نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔

"میں نے اس کو کلاس سے باہر نکلنے کو کہا تو اس نے دروازے پر زور سے ٹھوکر ماری اور گھر آ گئی۔"

"تو کیا دروازہ گھر لے آتی۔" اس کی زبان پھسلی تھی جسے امی کے دھمو کے نے اندر کر دیا۔

"دیکھیں اس کی زبان کیسے قینچی کی طرح چلتی ہے اور سوہن تو کب بڑی ہو گی۔" امی اسے گھر کنا شروع ہو چکی تھیں۔

"او کے بیٹا سارے رشتے بعد میں۔ پہلے وہ آپ کا استاد ہے جسے عزت و احترام دینا آپ کا فرض ہے۔ آئندہ ایسا نہ ہو ٹھیک!"

وہ اس کا سر تھپکتے ہوئے اسے نصیحت کر رہے تھے اور تائید چاہ رہے تھے ناچار اسے سر ہلانا پڑا۔

"خوش رہو۔" وہ اندر اپنے کمرے میں چلے گئے تو دادی نے اپنی تسبیح پکڑی۔ امی اور تائی نے باورچی خانے کی راہ لی۔ عارب نے بیٹ کندھے پر ڈالا اور گیٹ کی طرف چل دیا جسے **معید** نے آواز دے کر دوبارہ بلایا تھا۔

"کدھر؟" غصیلی آواز سوہن کے کانوں میں پڑی۔

"بھائی وہ آج میچ ہے۔" عارب منمنانے لگا تھا جب **معید** نے اسے گھورا تھا تو وہ چپ چاپ سوہن کے پاس بیٹھ گیا۔ اور پھر سوہن کی باری آئی تھی۔

"میرے ساتھ آئندہ ایسی بدتمیزی کی تو زبان کاٹ دوں گا۔" وارننگ دیتا وہ آگے بڑھ گیا تھا۔ وہ چپ رہ گئی اور پیچ کے آنسو ضبط کرنے لگی۔

☼ ☼ ☼

"کیا انہوں نے صحیح کیا ہے!" اپنے کمرے میں آکر لیٹے تو یہ خیال ایک لمحے کو چھوا جو پھر حاوی ہونے لگا تھا۔ انہیں یاد تھا ثنا کی شادی کے بعد **معید** کی شادی کا تذکرہ گھر میں ہوا تو بے ساختہ ان کے منہ سے سوہن کا نام نکلا تھا وہ ان کے بھائی کی بیٹی تھی۔ بچپن سے **معید** کے سامنے تھی فرماں بردار تھی بس ذرا بچپنا زیادہ تھا اور یہ بھی معصومیت تھی کوئی خرابی نہیں۔ اور جب یہ بات **معید** کے سامنے رکھی گئی تو وہ خوب ہی چیخا چلایا تھا۔ تب انہوں نے اسے سمجھایا۔

"**معید** وہ اس گھر کی بیٹی ہے اس کا تمہاری بیوی بننا تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند ہو گا جیسے تم اس کو موڈ کرو گے ہو جائے گی اس گھر میں پلی بڑھی ہے سب کے ساتھ مضبوط رشتے میں بندھی ہے وہ اس ماحول کو اور سنوارے گی جبکہ کوئی اور لڑکی باہر سے آئے گی تو اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ اس گھر میں ہمارے ساتھ ایڈجسٹ کرے گی ہو سکتا ہے وہ ہمارے ساتھ رہنا نہ چاہے تمہارے لیے پریشانیاں پیدا کرے جبکہ سوہن کے ساتھ تم ان باتوں کے خوف سے آزاد ہو گے۔"

ان کی باتیں سن کر وہ خاموش ہو گیا تھا اور پھر اس وجہ سے ان کا نکاح کر دیا گیا تھا حالانکہ وہ ابھی منگنی کے حق میں بھی نہیں تھا لیکن امی اس کی زبردست حامی نکلیں اور نکاح ہوتے ہی وہ PHD کے لیے ٹیکساس چلا گیا تین سال کے بعد آیا تب بھی سوہن ویسی ہی تھی مضبوط رشتے میں بندھ جانے کے باوجود بہتری کے آثار نظر نہ آتے تھے۔ صاحب بہادر ہر وقت انگارے چباتے رہتے اور بہو بیگم کی الٹی سیدھی حرکتیں ہی ختم نہیں ہوتی تھیں۔ انہوں نے سر جھٹکا اور بستر پر دراز ہو گئے کہ اللہ مالک ہے۔

☼ ☼ ☼

اسے نہیں یاد تھا کہ اس کے سب سے پیارے بڑے ابا کا بڑا بیٹا اتنا غصیلا اور نک چڑھا ہو گا۔ خوش مزاج تو وہ پہلے بھی نہیں تھا لیکن اب نکاح کے بعد تو جیسے مرچیں چبائے رکھتا۔ وہ جانتی تھی کہ **معید** اس نکاح پر راضی نہیں ہے لیکن امی کے سامنے اس کی اک نہ چلی۔ پہلے تو وہ اس سے ڈرتی تھی لیکن اب جیسے شیر ہو گئی تھی نہ جانے **معید** کو جلا کر اسے کیا ملتا تھا حالانکہ وہ اس کی پسند کے کام کرنا چاہتی تھی لیکن وہ کتنا بھی اچھا بن جاتی **معید** کی آنکھیں بے زار ہی دکھائی دیتیں۔

ابھی چند دن پہلے کی بات ہے بڑی امی نے اسے **معید** کے کمرے کی بیڈ شیٹ چینج کرنے کو کہا تھا اس کے کمرے میں سوہن کا جانا بہت کم ہوتا تھا سو اب تجسس بھی تھا کہ شاید کوئی ایسا ثبوت مل جائے جس سے وہ ثابت کر سکے کہ **معید** کسی اور میں انٹرسٹڈ تھا اور یہ نکاح زبردستی ہوا ہے کمرے کے وسط میں کھڑے ہو کر اس نے ایک نگاہ پورے کمرے پر ڈالی تھی۔ کمرہ بہت نفاست سے سجا ہوا تھا۔ سادہ مگر ڈیسنٹ سا فرنیچر اس کی شخصیت کا عکاس تھا کمرے میں موجود منقش الماری میں اس کی ٹرافیز، میڈلز اور سرٹیفکیٹ سجے ہوئے تھے۔ بلاشبہ وہ ایک ذہین شخص تھا پتا نہیں اس نے کب کب کس کس موقع پر یہ پرائز لیے تھے وہ

www.pkdigest.com

دیکھنے کے لیے الماری کھول کر کھڑی ہوگئی۔

"اوہ ہواس پر تو بہت ڈسٹ ہے۔" اس نے ایک ٹرافی پکڑی اور اپنا دوپٹہ گیلا کرکے اس پر پھیرا بلکہ پھر ساری ٹرافیز اور میڈلز پر پھیرا تھا۔ اچھی خاصی تفصیلی صفائی کی تھی آخر میں بیڈ شیٹ بدلی کمفورٹر صحیح سے رکھا اور چلی آئی۔ پھر دوسرے دن پورے گھر میں مسٹر معید عظیم سوہن کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے جبکہ وہ پانی والی ٹنکی میں کود کر خودکشی کے منصوبے بنا رہی تھی۔ ہوا یوں تھا سارے میڈلز اور ٹرافیز برونز کے بنے ہوئے تھے اور پانی لگنے سے ان پر زنگ چڑھ گیا تھا اب وہ ایسے لگ رہے تھے جیسے کباڑیے کی دکان سے خرید کر رکھے ہوں۔

"تم نیچرل سائنسز میں ماسٹرز کر رہی ہو تمہیں نہیں پتا کہ برونز پر جب پانی لگے تو کتنی جلدی رسٹ لگتا ہے۔" جواباً وہ خاموش رہی بولتی تو اس نے زبان کاٹ دینی تھی۔ اس نے پہلی بار معید کی آنکھوں کو جھلکتے دیکھا تھا۔ اسے سچ مچ ندامت ہوئی تھی اور پھر اس نے اس سے بہت بار سوری کیا تھا جبکہ وہ اسے بنا جواب دیے پلٹ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

کمرے والے واقعے کے بعد تو سوہن نے توبہ کرلی تھی کہ ہلاکو خان کے کمرے کے لیے بڑی امی کو اپنی سروسز مہیا نہیں کرے گی مگر ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔ تین دن ہفتہ میں اس کی کلاس ہوتی تھی ہلاکو خان کے ساتھ۔ چنانچہ اس نے یہ طے کیا تھا کہ ہلاکو خان کی کلاس اٹینڈ ہی نہیں کرنی اور مزے سے جاکر کینٹین میں چائے پینے لگی تھی۔ مگر برا ہو قسمت کے ساتھ نہ دینے کا جو وہ ہلاکو خان کی نظروں میں آگئی اور فوراً "میسج سینڈ ہوا کہ کلاس اٹینڈ کی جائے۔ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق کلاس اٹینڈ کرنا پڑی شرافت سے دروازے کے ذریعے کمرے میں داخل ہوئی اور آخری رو میں جاکر بیٹھ گئی ٹھیک تین منٹ بعد محترم کلاس میں داخل ہوئے تھے۔ اپنی فائل روسٹرم پر رکھی اور لیکچر شروع کیا تھا۔ چار منٹ تو اس نے برداشت کیا اور پھر ادھر ادھر دیکھا۔ سب لوگ پورے انہماک سے لیکچر لینے میں مصروف تھے۔ اپلائیڈ فزکس میں ماسٹرز کا مشورہ بھی بلکہ زبردستی بھی ہلاکو خان کی جانب سے ہی ہوئی تھی اور وہ تایا جان کے آگے بے بس ہوگئی تھی جب انہوں نے بھی بیٹے کو فیور کیا تھا۔ منہ پر ہاتھ رکھ کے بمشکل جمائی کو روکا۔ موبائل نکال کے کن انکھیوں سے اسے دیکھا جو نہایت انہماک سے لیکچر ڈیلیور کر رہا تھا۔ سو موبائل میں میوزک پلیئر آن کیا تھا اور سونگز چیک کرتے کرتے سونگ پلے ہوگیا تھا۔

نی ترے لک دا ہلارا، رنگ رارا ری رارا

فل والیوم میں سونگ بجنا شروع ہوگیا تھا سب کی گردنیں بے ساختہ اس کی طرف مڑی تھیں اور وہ ایسی بدحواس ہوئی کہ موبائل نیچے رکھ کر اس پر پاؤں جما کر کھڑی ہوگئی وہ ایک دم خاموش ہوا تھا۔ چہرے پر سرخی جھلکنے لگی تھی اور دانت پر دانت جمائے نہایت ضبط سے اسے دیکھا تو جس کا رنگ اڑ گیا تھا۔

"بس اب میں گئی۔"

وہ آنکھیں میچ کے کھڑی ہوگئی تھی تب ہی وہ قریب آیا اس کا پاؤں ہٹا کے موبائل اٹھایا اور آف کرکے جیب میں ڈال لیا تھا۔ روسٹرم سے چیزیں اٹھاتے ہوئے ایک نظر سوہن پر ڈالی اور باہر نکل گیا۔

"سوہن تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟ جب بھی سر کی کلاس ہوتی ہے تمہاری کوئی نہ کوئی بونگی حرکت لیکچر کا ٹیمپو توڑ دیتی ہے۔"

کلاس کا سب سے ہونہار اسٹوڈنٹ احمد غصے سے اسے کہہ رہا تھا۔ باقی سب بھی اسے ملامت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ وہ انہیں بتانا چاہتی تھی کہ اس نے یہ سب کچھ جان بوجھ کر نہیں کیا بس ہوگیا لیکن وہ چپ چاپ سر جھکائے کلاس سے باہر نکل گئی ہر بار وہ اس کے آزار کا باعث بن جاتی تھی۔ اس کا دل بہت بوجھل ہو رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

"چلو جی چھٹی ہوئی پڑھائی سے۔"

وہ بے تحاشا خوش تھی آخری سمسٹر بھی اپنے اختتام کو پہنچا اب وہ تھی اور موج مستیاں۔ بس رزلٹ کا انتظار تھا اور پھر ایک بہترین جاب اس کی منتظر تھی۔ یہ اس کا ذاتی خیال تھا جس سے کوئی بھی متفق نہیں تھا۔ امی تو سیدھے سبھاؤ۔۔۔ شادی کا کہہ رہی تھیں لیکن وہ سنتے ہی بدک اٹھی۔

"جو بندہ مجھے کلاس میں پانچ منٹ برداشت نہیں کرسکتا وہ ساری زندگی کیسے کرے گا نو نیور۔" اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اس بات پر کہ کہیں شادی کی تاریخ طے ہو نہ جائے۔ بڑے ابا کی مدد پھر کام آئی تھی کہ جب وہ چاہے گی تب ہی رخصتی ہوگی۔ لہٰذا اب علی کی شادی ہو رہی تھی۔ علی کی بات اپنے ماموں کے گھر طے تھی بس اب وہ تھی اور شاپنگ، دو سوٹ بڑی امی نے بنا کردیے تھے دو ہی امی نے، علی نے الگ پیسے دیے تھے اور بڑے ابا نے الگ مگر جہاں سے پیسے آنے چاہیے تھے بس وہاں سے نہیں آئے لیکن پروا کسے تھی وہ کون سا ہلاکو خان کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبی ہوئی تھی۔ دلہن کے گھر مہندی لے جانے کی تیاریاں کی جارہی تھیں وہ کام میں بری طرح مصروف تھی۔ مہندی کی سجاوٹ اس نے عارب اور ثنا آپا کے ساتھ مل کر کی تھی۔ سب لوگ تیار ہوگئے تھے بس وہ ہی رہ گئی تھی۔ مہندی کے لیے اس نے شرارہ بنوایا تھا ساتھ میں پراندہ اب بھلا فریزی کٹ پر پراندہ کیسے ٹکتا کوئی ڈیڑھ سو پن لگانے کے بعد بھی نہ ٹکا عارب اسے بلانے آیا تھا۔

"چلو نا آپی چچا ناراض ہو رہے ہیں۔ سب لوگ جاچکے ہیں بس تمہارے ہی نخرے ختم نہیں ہو رہے۔" وہ تھا تو اس کا دیور لیکن بات کا پورا تھا۔

"عارب یہ پراندہ ٹھیک سے نہیں ٹک رہا۔"

"اچھا لاؤ میں تمہاری ہیلپ کروں۔"

"لیکن تم کیا کرو گے؟"

"اپنے بالوں میں لگاؤں گا۔" وہ جل کر بولا۔

"کچھ نہ کچھ تو کروں گا نا۔ اچھا ٹھہرو میں ابھی آیا۔" کہتے ہوئے باہر گیا تھوڑی دیر بعد آیا تو پراندہ اس کے

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

☆ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔
☆ نئے بال اگاتا ہے۔
☆ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
☆ مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید۔
☆ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سوہنی ہیئر آئل

قیمت =/80 روپے

12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جاسکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف =/70 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

1 بوتل کے لیے ---------- =/100 روپے
2 بوتلوں کے لیے ---------- =/180 روپے
3 بوتلوں کے لیے ---------- =/270 روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آرڈر بھیجنے کے لیے ہمارا پتہ:
بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں
بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر: 32735021

www.pkdigest.com

ہاتھ سے لے لیا تھا۔

"آپی تم پراندہ گوندھ دو لگا میں دوں گا۔" اب جیسی سوہن ویسا عارب' سوہن نے پراندہ گوندھ کے اسے تھمایا اور اس نے کیسے سیٹ کیا کہ وہ بالکل بھی نہیں ہل رہا تھا۔

"تھینک یو عارب۔" وہ خوش ہو گئی تھی۔ آئینے میں خود کا تفصیلی جائزہ لیا اور مسکراتے ہوئے باہر آئی۔ معید کے ساتھ بیٹھتے ہوئے ایک لمحے کو محسوس بھی نہ ہوا تھا کہ وہ اس کا شوہر ہے جیسے ہی وہ لوگ پہنچے' مہندی کے ساتھ آئی ہوئی بھنگڑا ٹیم ڈھول کی تھاپ پر شروع ہو گئی تھی سب لڑکے بھنگڑا ڈال رہے تھے۔ دولہا کی اکلوتی بہن ہونے کا احساس ہی بہت خوش کن تھا۔ سب سے آگے بڑا تھال پکڑے وہ مگن انداز میں آگے بڑھ رہی تھی کہ ٹھٹک گئی۔ ہلاکو خان اور لڑکی کے ساتھ ہنستا ہوا پایا جائے ناممکن تھا لیکن یہ ہو چکا تھا۔ نہ جانے وہ کون تھی معید کے ساتھ اس کا کیا رشتہ تھا۔ وہ نظرانداز کر گئی اور آگے مہندی کے ہجوم میں شامل ہو گئی۔

پھر پوری مہندی میں وہ اور لڑکی آپس میں باتوں میں مصروف رہے تھے۔ وہ ٹھٹکی تو اس وقت بھی تھی جب علی کی ساس نے اس کو معید کے ساتھ مہندی لگانے کے لیے اسٹیج پر بلوایا تھا مگر وہ نہ آیا کہ اسے یہ سب پسند نہ تھا۔ سوہن کو زندگی میں اس کی ہر بات بری لگی تھی مگر نہ جانے کیوں آج رنگ پھیکا پڑ گیا۔ مہندی لگانے کے بعد لڑکیوں نے لڈی ڈالی تھی۔ واپسی میں وہ معید کی گاڑی میں ہی بیٹھی تھی۔ دل ہنوز اداس تھا۔

بارات اور ولیمہ کے دن بھی وہ لڑکی اور اس کا بھائی دونوں معید کے ساتھ چپکے رہے تھے۔

"نہ جانے کیسا بھائی ہے۔ بہن صاحبہ غیر مرد پر عاشق ہیں اور بھائی کو پرواہی نہیں۔" ولیمہ والے دن وہ اسٹیج پر جا رہی تھی جب اس لڑکی کے بھائی نے اسے بلایا تھا۔

"ایکسکیوز می۔" وہ حیرانی چھپاتے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ سوہن ہیں نا۔"

"نہیں۔" وہ اطمینان سے بولی تھی وہ جو اسے شرارتی نظروں سے دیکھ رہا تھا حیران ہوا۔

"مگر میری معلومات کے مطابق تو آپ ام سوہن ہیں۔"

"جی نہیں آپ کی معلومات ادھوری ہیں میں ام سوہن معید ہوں۔" اس نے فخریہ کہا تو مخاطب کا قہقہہ چھوٹ گیا۔

"جی جی میں جانتا ہوں آپ کے بارے میں۔ اور آپ سے متعلق جتنی معلومات میرے پاس تھیں سب کی سب درست ثابت ہوئی ہیں۔"

وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"آپ کو میرے بارے میں پتا ہے لیکن میرے میاں کے بارے میں نہیں۔ میں ان کی بیوی ہوں جن کے ساتھ آپ کی بہن کھڑی ہے۔"

"جی۔" وہ حیران ہوا۔

"جی۔" اب وہ چل دی اسے اپنے پیچھے قہقہوں کی آواز بہ خوبی سنائی دی تھی۔ پھر اس نے کئی بار اس لڑکے کو معید کے پاس دیکھا اور معید کو بھی جو سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یا اللہ اب میں نے کیا کیا یہ نظریں میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتیں۔" فنکشن اختتام کو پہنچا تو لوگ اپنے گھروں کو سدھارے اور دولہا دلہن سیر کو اور وہ جو کسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو جوائن کرنا چاہ رہی تھی ابو امی کے مذاکرات سن کر دنگ رہ گئی تھی۔ ہلاکو خان نے فوراً" سے پیشتر رخصتی کا شوشا چھوڑا تھا۔ وہ بڑے مزے سے پوریوں کے لیے میدہ گوندھ رہی تھی بڑے ابا ملتان سے آج ہی آئے تھے سب لوگ ناشتا ادھر ہی کریں گے بڑی امی نے کہا تھا اللہ وہ ان کی مدد کے خیال سے کچن میں موجود تھی۔ عارب کو اپنے ساتھ میوے کاٹنے پر لگایا تھا مگر امی ابو کے زریں خیالات سننے کے بعد غصے کی شدید لہر اس کے اندر اٹھی تو اس نے میدے سے سنے ہاتھ دھونے کی بجائے سیدھا معید

کے کمرے کا رخ کیا تھا دھاڑ کی آواز سے دروازہ کھلا تھا وہ جو کھڑا آئینے میں بال بنا رہا تھا اس کا عکس دیکھ کر مسکراتے ہوئے پلٹا تھا وجہ وہ خود نہیں اس کا حلیہ تھا۔ میدے سے سنے ہوئے ہاتھ کچھ چہرے اور بالوں پر بھی لگا ہوا تھا۔ کندھے پر دسترخوان موجود تھا اور دوپٹہ کمر سے باندھ رکھا تھا اور وہ بیچ دروازے کے کھڑی دونوں ہاتھ کمر پر رکھے غضب ناک انداز میں اسے گھور رہی تھی۔

"کیا بات ہے۔" اس نے سوہن کے غصیلے انداز کو اگنور کیا تھا۔

"بات یہ ہے کہ آپ کی ہمت کیسے ہوئی رخصتی کا شوشا چھوڑنے کی۔" وہ دو قدم آگے آئی اور ہاتھ نچاتے ہوئے بولی تھی۔

معید نے ایک نظر اسے دیکھا اور مسکراہٹ چھپاتے ہوئے بولا۔

"وہ بھی تو رخصتی ہونا تھی نا تو اب کیوں نہیں؟"

"اس لیے کہ میں اتنی بور لائف آپ کے ساتھ نہیں گزار سکتی لائف بھی ایسی جس میں محبت ہی نہ ہو بس استاد شاگرد کا جوڑ ہو۔" وہ چمک کے بولی تھی۔

"اچھا تو تم کیسی لائف چاہتی ہو۔" معید نے سنجیدہ انداز اپنایا جواب میں سوہن کے خوابوں کو زبان مل گئی تھی۔

"ایسی لائف جس میں خوشی ہو رنگ ہوں' پھول ہوں' خوشبو ہو ۔ میں جانتی ہوں میں آپ کو اچھی نہیں لگتی۔ ہمارے نکاح سے پہلے آپ کا واویلا میری نگاہوں سے چھپا نہیں تھا۔ لیکن میں کچھ نہ کر پائی آپ کے اور میرے مزاج میں بہت فرق ہے لیکن بڑے ابا نہیں مانے میری ہر بات میں آپ کو بچپنا محسوس ہوتا ہے ہر بات بری لگتی ہے میں کند ذہن بھی ہوں اور جاہل بھی سب آپ جانتے ہیں پھر بھی رخصتی۔ سمجھ میں نہیں آیا یہ سب۔"

وہ بہت بولڈ اسٹائل میں بولی تھی وہ جو اس کی جانب ستائشی انداز میں دیکھ رہا تھا مسکرا دیا۔

"گڈ تمہیں بولنا آتا ہے اور اتنے بولڈ انداز میں۔ ویری گڈ۔ میں جانتا ہوں۔ اور ایسا ہوا بھی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری شادی تم سے ہو وجہ تمہارا کم عمر ہونا تھا پھر تمہارا نان سیریس انداز۔ یہ سب کچھ میں اپنی لائف پارٹنر میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ ایسا نہیں کہ تم مجھے ناپسند تھیں بس تمہاری بچکانہ حرکتیں مجھے غصہ دلاتی تھیں۔

لیکن جب تم نے اسٹڈی کے لیے میری ہی فیلڈ کو چوز کیا تو مجھے اچھا لگا مجھے پتا تھا کہ تم فائن آرٹس لینا چاہتی ہو لیکن تم نے میری وجہ سے نیچرل سائنس پڑھی۔ تب تم مجھے اور اچھی لگیں جب تم نے عمر سے اپنا انٹروڈکشن کروایا تھا۔" وہ سنتے سنتے چونکی تھی۔

"کب' کس سے عمر کون؟"

"وہی جسے تم نے کہا تھا میں مسز سوہن معید ہوں۔"

معید نے اس کی نقل اتاری تھی۔

"ہاں آپ کو کیسے پتا چلا۔" وہ حیران ہوئی تھی۔

"اس لیے کہ میں محترمہ کے پیچھے کھڑا تھا۔ میں خود تمہارا تعارف کروانا چاہ رہا تھا لیکن عمر نے منع کر دیا کہ میں خود پوچھوں گا۔ میرے بچپن کا دوست ہے۔" اس نے سوہن کو بتایا تو ساتھ وہ لڑکی بھی اس کے ذہن کے پردے پر لہرائی۔

"وہ لڑکی کون تھی جو اس دن آپ کے ساتھ بڑی

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے
آسیہ سلیم قریشی کے 3 دلکش ناول

کتاب کا نام	قیمت
وہ پگلی سی دیوانی سی	-/450 روپے
آرزو نکھر آئی	-/400 روپے
تھوڑی دور ساتھ چلو	-/400 روپے

ناول منگوانے کے لیے فی کتاب ڈاک خرچ -/45 روپے

منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ: 37 - اردو بازار کراچی۔ فون نمبر 32735021

www.pkdigest.com

فرینک ہو رہی تھی عمر کی بہن تھی نا وہ اسی لیے میں نے اسے بتایا تھا کہ میں آپ کی بیوی ہوں تاکہ وہ اپنی بہن کو بھی بتا سکے۔"

وہ بڑے جھجکتے ہوئے انداز میں بولی تھی تو معید نے نہایت غصے سے اسے گھورا تھا۔

"تم کب بڑی ہو گی۔"

"اس میں بڑا ہونے کی کیا بات ہے، جو میں نے آپ سے پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔" وہ تفتیشی انداز اپنائے ہوئے تھی۔

"وہ اللہ کی بندی وہ مسز ہے عمر کی۔ مجھے اپنا بھائی سمجھتی ہے آگئی تاہیوں والی جیلسی۔"

اب معید نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا تو وہ شرمندہ ہو گئی۔

"تو آپ میرا تعارف کروا دیتے۔"

وہ پھر ڈھٹائی سے بولی تو وہ ہنس دیا تھا۔

"تعارف کروا ہی دیتا اگر جو وہ تمہارا ڈھائی گز کا پراندہ میرے منہ پر نہ لگتا۔ بہت غصہ آیا تھا مجھے تم پر جو چیز استعمال نہیں کرنا آتی اس کو لینے کا فائدہ۔"

"مجھے پتا ہے کہ پراندہ کیسے باندھا جاتا ہے وہ عارب کے بچے نے صحیح سے سیٹ نہیں کیا تھا اور آپ کو پتا ہے کہ اس نے پراندہ لگایا کس سے تھا UHU سے میرے سارے بال خراب ہو گئے۔" وہ یاد آتے ہی روہانسی ہو گئی تھی جبکہ وہ اپنا قہقہہ نہیں روک پایا تھا۔

"اوہ خدایا تم کیا چیز ہو سوہن۔" وہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔ جبکہ وہ اسے دیکھ رہی تھی اپنی زندگی کے اتنے سالوں میں بہت کم اس نے معید کو یوں قہقہہ لگاتے دیکھا تھا۔ بلاشبہ وہ بہت پیارا لگ رہا تھا۔ وہ جو اس سے لڑنے آئی تھی گھبرا کے پلٹی۔

"اچھا ایک بات تو بتاؤ۔ یہ ہلاکو خان کون ہے بھئی۔"

اس نے جاتی ہوئی سوہن کا بازو تھاما تو دل دھک سا رہ گیا۔

"مجھے کیا پتا۔"

"اچھا ہمارے گھر میں بڑا چرچا ہے اس ہلاکو خان کا۔"

اب وہ بڑے مگن انداز میں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے پرفیومز دیکھ رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی عارب کی انٹری ہوئی تھی۔

"وہاں پوریاں خود ہی اپنے آپ کو بیل کر خود ہی تیل میں چھلانگ لگا کر اپنے آپ کو تل کر اب ہاٹ پاٹ میں بند ہو گئی ہیں جبکہ یہاں میاں بیوی کا رومانس ہی ختم نہیں ہو رہا۔"

"کیا رومانس اور تمہارے بھائی کے ساتھ؟" وہ غصے سے بولی۔

"تمہارے بھائی کی شکل دیکھی ہے ہلاکو خان جیسے ہیں۔"

"اچھا تم مجھے ہلاکو خان کہتی ہو۔" معید نے ٹیبل پر پرفیوم پٹخا تھا عارب تو اس کے رنگ دیکھ کر ہی بھاگ گیا تھا جبکہ سوہن قابو میں آ گئی۔

"میری شکل ہلاکو خان جیسی ہے تو اپنی دیکھو۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر آئینے کے سامنے لے آیا حلیہ حسب حال تھا۔

"پتا ہے کیا لگ رہی ہو۔" وہ مسکرایا تھا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"کیا؟" وہ سرپرائز ہوئی تو اس کے کندھوں پر بازو پھیلا کر وہ بولا تھا۔

"مسز بتوڑی۔"

"کیا؟" وہ چیخی تو معید نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

"چلو ایک تصویر ہو جائے یادگار کے طور پر خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے ہلاکو خان اور مسز بتوڑی۔"

وہ اس کی ننھی سی ناک دبا کر جیب میں سے موبائل نکالتے ہوئے بولا اور پھر دونوں کی مشترکہ تصویر کھینچ لی۔

وہ آنکھوں میں پانی لیے ہنس دی تھی کیونکہ اس نے معید کی آنکھوں میں اپنا عکس جو دیکھ لیا تھا۔

☆ ☆

www.pkdigest.com